مولانا عبدالحق مدظلہ

"دور اوّل کے ممتاز تابعی جلیل القدر مفسر"

بعض اہل علم حضرت اپنے دروسِ حدیث میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ممتاز تلمیذ اور غلام حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو رفض و سبائیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عکرمہ اس مذموم وصف سے بری ہیں۔ ان حضرات کا مستدل اور اس اختراعی الزام کا منشاء اختراع صحیح بخاری کی یہ راویت ہے۔

عن ابی ملیکتہ قال اوتر معاویتہ بعد العشاء برکعتہ وعندہ مولی لابن عباس فاتی ابن عباس فقال دعہ فانہ قد صحب رسول اللہﷺ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری ص۵۳۱/ ج۱)

ترجمہ:۔ ابوملیکہ سے راویت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے نمازِ عشاء کے بعد وتر کی ایک رکعت پڑھی اور اس وقت حضرت ابن عباسؓ کا غلام بھی وہاں موجود تھا۔ اس غلام نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حضرت معاویہؓ کے اس عمل پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا ان پر یہ اعتراض نہ کر کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔

ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ اس غلام سے مراد عکرمہ ہے اور چونکہ اس نے حضرت معاویہ پر اعتراض کیا تھا اس لئے وہ رافضی تھا۔

بخاری کے شراح کی تصریح کے مطابق یہ غلام عکرمہ نہیں بلکہ ان کے دوسرے غلام ابورشدین کریب بن ابی مسلم ہیں اور پھر کریب کا یہ سوال بھی بطور اعتراض کے نہیں تھا بلکہ بطور اظہار تعجب کے تھا اور حضرت ابن عباس کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ آخر وہ صحابی ہیں ان کے پاس اپنے اس فعل کے لئے کوئی دلیل ہو گی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً اس جلیل القدر تابعی مفسر کا سوانحی خاکہ پیش کیا جائے۔

حضرت عکرمہ کا تعلق مشہور قبیلہ بربر سے ہے۔ حضرت ابن عباسؓ جس وقت سیدنا علیؓ کے دور خلافت راشدہ بصرہ کے والی مقرر ہوئے تھے اسی وقت عکرمہ ان کی ملکیت میں آئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے ان تربیت و تعلیم پر خصوصی توجہ مبذول کی۔ حضرت عکرمہ خود ہی فرماتے ہیں۔

طلبت العلم اربعین سنتہ وکان ابن عباس یضع الکبل فی رجلی علی تعلیم القرآن والسنن۔ (تذکرہ الحفاظ ص۹۶، ج۱)

ترجمہ:۔ میں نے چالیس سال طلب علم میں گذارے ہیں اور حضرت ابن عباس قرآن و سنت کی تعلیم کے لئے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالتے تھے۔ حضرت ابن عباس کے علاوہ عکرمہ کو ان صحابہ کرام رضوان اللہ

تعالی علیہم اجمعین سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔
سیدنا علیؓ، سیدنا حسن بن علیؓ، سیدنا ابوھریرہ، سیدنا ابن عمر، سیدنا عبداللہ بن عمرو ابن العاص، سیدنا ابوسعید الخدری، سیدنا عقبہ بن عامر، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان، سیدنا صفوان بن امیہ، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا یعلی ابن امیہ، سیدنا ابوقتادہ، سیدتنا عائشہ صدیقہ، سیدہ حمنہ بنت جحش، رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، اوران آئمہ اعلام کو حضرت عکرمہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ابراہیم نخعی۔، جابر بن زید، عامر الشعبی، ابواسحق السبیعی، قتادہ، سماک ابن حرب، عاصم الاحول، خالد الحذاء، عبدالرحمن بن سلیمان بن الغسیلی۔ حضرت عکرمہ جب بصرہ میں تشریف لائے تو حضرت حسن بصری ان کی جلالت شان کے پیش نظر تفسیر بیان کرنا اور فتویٰ دینا چھوڑ دیتے تھے۔

كان الحسن اذا قدم عكرمته البصرة امسک عن التفسير والفتيا مادام عكرمته بالبصرة۔ (تذكرةالحفاظ ص٩٦/ ج١)

ترجمہ:۔ جس وقت عکرمہ بصرہ میں تشریف لاتے اور جب تک وہ بصرہ میں قیام پذیر رہتے حضرت حسن تفسیر بیان کرنے اور فتویٰ دینے سے احتراز کرتے۔امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ تعالی کے تلمیذ علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ پنج پیری اپنی مشہور کتاب "نیل السائرین فی طبقات المفسرین" میں حضرتِ عکرمہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

مولى ابن عباس احد الائمته الاعلام عن مولاه وعائشته وابى هريرة وابى قتادة و معاويته و عنه الشعبى و ابراہيم النخعى و غير هما۔ قال الشعبى لقى احد اعلم بكتاب الله تعالى من عكرمه

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کے غلام آئمہ اعلام میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے اپنی مولیٰ یعنی ابن عباسؓ، سیدہ عائشہ، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابوقتادہ اور حضرت معاویہؓ سے روایت بیان کی ہے۔ اور ان سے روایت نقل کرنے والے الشعبی اور ابراہیم نخعی وغیرہ ہیں۔ شعبی کا قول ہے اس وقت عکرمہ سے کتاب اللہ کوزیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں۔

قال ابو عبدالله محمد بن نصر المروزى قد اجمع عامته اهل العلم بالحديث على الاحتجاج بحديث عكرمه واتفق على ذالک روساء اهل العلم بالحديث من اهل عصرنا منهم احمد بن حنبل وابن راهو يه ويحى بن معين وابو ثور ولقد سالت اسحق بن راهو يه عن الاحتجاج بحديثه فقال عكرمته عندنا امام الدنيا و تعجب من سوالى اياه۔ (تهذيب التهذيب ص ٢٣١ ، ج٧)

ترجمہ:۔ ابوعبداللہ محمد بن نصر روزی فرماتے ہیں علماء حدیث کا عکرمہ کی حدیث قبول کرنے پر اجماع ہے اور

ہمارے زمانہ میں جن آئمہ اعلام کا اس پر اتفاق ہے ان میں سے امام احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، یحیٰ بن معین اور ابو ثور ہے۔ پھر فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ اسحق بن راہویہ سے عکرمہ کی روایت کے احتجاج کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا ہمارے نزدیک عکرمہ امام الدنیا ہے اور پھر انہوں نے میرے اس سوال کرنے پر اظہار تعجب کیا۔

ابو عبداللہ ابن مندہ نے عکرمہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

وروی عنہ زھاء ثلا ثماۃ رجل من البلد ان منھم زیادۃ علی سبعین رجلاً من خیار التابعین ورفعائھم وھذہ منزل لاتکادتو جد لکبیز احد من التابعین علی ان من جرحہ من الائمتہ لم یمسک من الروایتہ عنہ ولم یستغنو اعن حدیثہ۔ وکان یتلقیٰ حدیثہ بالقبول ویحتج بہ قرناً بعد قرن و اما مابعد امام الی وقت الا ئمتہ الاربعتہ الذین اخرجوا الصحیح و میزواثابتہ من سقیمہ و خطاہ من صوابہ واخر جواروایتہ وہم البخاری و مسلم۔ وابو داؤد۔ والنسائی فاجمعواعلی اخراج حدیث واحتجوابہ علی ان مسلماً کان اسوأ ہم رأیا فیہ و قداخرج عنہ مقروناو عدلہ بعد ماجرحہ۔ (تہذیب التہذیب ص۲۳۱/ ج ۷)

ترجمہ:۔ عکرمہ سے مختلف شہروں کے تین سو افراد کے قریب نے روایت کی ہے اور ان میں سے ۷۰ (ستر) سے کچھ اوپر برگزیدہ اور بلند مرتبہ کے تابعین ہیں اور یہ مرتبہ تابعین میں سے کسی بڑے تابعی کو بھی کم نصیب ہوا ہے۔ اور پھر یہ کہ جن آئمہ نے عکرمہ پر جرح کی ہے وہ بھی اس کی روایت سے مستغنی نہیں ہو سکے۔ اور اسکی روایت کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے۔ اور ان کی روایت کو ہر زمانہ میں قابل احتجاج قرار دیا گیا ہے تاآنکہ ان آئمہ اربعہ کا زمانہ آیا جنہوں نے صحیح حدیث کی تخریج کی ثابت کو غیر ثابت سے ممتاز کیا۔ اور صواب کو خطا سے جدا کیا اور وہ آئمہ اربعہ یہ ہیں۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی۔ ان تمام حضرات نے عکرمہ کی حدیث کی تخریج کی ہے اور اس کی حدیث کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ البتہ امام مسلم نے ان کے متعلق اچھی رائے کا اظہار نہیں کیا پھر بھی انہوں نے مقروناً بالغیر اس کی حدیث کی تخریج کی اور اس جرح کے بعد امام مسلم نے بھی ان کی تعدیل کی ہے۔

بعض حضرات نے حضرت عکرمہ پر جرح کی ہے لیکن دوسرے علماء نے اس جرح کے متعلق بھی جوابات دے کر عکرمہ کی طرف سے مدافعت کی ہے۔ ان مدافعت کرنے والوں میں سے محمد بن نصر روزی، ابو عبداللہ بن مندہ، ابو حاتم بن حبان اور ابو ابو عمر بن عبدالبر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی جارحین حضرات کی مدار جرح کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

فاما اقوال من وھاہ فمدار ھا علی ثلاثتہ اشیاء علی رمیہ بالکذب و علی الطعن فیہ بانہ کان یریٰ رأی الخوارج وعلی القدح فیہ بانہ کان یقبل جوائز الامراء فھذہ

الاوجہ الثلاثۃ یدور علیہا جمیع ماطعن بہ فیہ۔ (ھدی الساری مقدمہ فتح الباری ص۴۲۵)

ترجمہ:- ان لوگوں کے اقوال جنہوں نے عکرمہ کی تضعیف کی ہے ان کی مدار تین چیزوں پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ ابن عباس کی طرف جھوٹے اقوال کی نسبت کرتا تھا۔ دوسری وجہ یہ کہ وہ خوارج کے مذہب پر تھا۔ تیسری وجہ یہ کہ وہ امراء کے عطیات قبول کرتا تھا۔ یہ وہ تین وجوہ ہیں جن پر ان کے طعن کی مدار ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی طرف جھوٹے اقوال کی نسبت کرنے کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے۔

عن یزید بن ابی زیاد دخلت علی علی بن عباس و عکرمۃ مقید عندہ فقلت مالھذا قال انہ یکذب علی ابی۔ (ھدی الساری ص۴۲۶)

ترجمہ:- یزید بن ابی زیاد کہتا ہے کہ میں علی بن عباس کے پاس گیا تو میں نے دیکھا وہاں عکرمہ باندھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا اس کو کیا ہے، انہوں نے جواباً کہا یہ میرے باپ کی طرف جھوٹے اقوال کی نسبت کرتا ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اماروایت یزید بن ابی زیاد عن علی بن عبداللہ بن عباس فی تکذیبہ فقد ردھا ابو حاتم بن حبان لضعف یزید و قال ان یزید لا یحتج بنقلہ وھو کما قال۔ (ھدی الساری مقدمہ فتح الباری ص۴۲۷)

ترجمہ:- یزید بن ابی زیاد کی روایت جو کہ اس نے علی بن عباس سے عکرمہ کی کذب بیانی کے متعلق نقل کی ہے۔ اس کو ابو حاتم بن حبان نے رد کیا ہے۔ کیونکہ یزید بن زیاد خود ہی ضعیف ہے اس لئے اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں اور واقعی یزید ناقابل احتجاج ہے۔ ایک دوسری روایت نقل کی جاتی ہے جسکو علامہ طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی نیل السائرین میں نقل کیا ہے کہ!

قال ابن عمر لنافع اتق اللہ ویحک یانافع ولاتکذب علی کماکذب عکرمہ علی ابن عباس۔

ترجمہ:- حضرت ابن عمرؓ نے نافع کو فرمایا اللہ سے ڈرنا، میری طرف اس طرح کذب کی نسبت نہ کرنا جس طرح عکرمہ نے ابن عباس کی طرف کی ہے۔ اس روایۃ کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر کرتے ہیں۔

فقول ابن عمر لم یثبت عنہ لانہ من روایۃ ابی خلف الجواز عن یحی البکاء انہ سمع ابن عمر یقول ویحی البکاء متروک الحدیث۔ قال ابن حبان ومن المحال ان یجرح العدل بکلام المجروح۔ (ھدی الساری ص ۴۲۷)

ترجمہ:- حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول بھی ثابت نہیں اس لئے کہ یہ راویت ابو خلف نے یحیٰ البکاء سے نقل کی ہے کہ اس نے ابن عمر سے یہ قول سنا اور یحیٰ متروک الحدیث ہے اور یہ بات محال ہے کہ مجروح کی کلام سے

عادل کو مجروح قرار دیا جائے۔
عکرمہ پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ خوارج کے نظریہ کا متبع تھا اس کے متعلق ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

علی انہ لم یثبت عنہ من وجہ قاطع انہ کان یری ذالک وانما کان یوافق فی بعض المسائل فنسبوہ الیہم وقدبراۂ احمد والعجلی من ذالک فقال فی کتاب الثقات لہ عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما لکی تابعی ثقتہ بریٔ ممایرمیہ الناس بہ من الحروریہ۔ (ھدی الساری ص۴۲۸)

ترجمہ:۔ یہ الزام بھی قطعی دلیل سے ثابت نہیں عکرمہ بعض مسائل میں خوارج کے موافق تھے اس وجہ سے لوگوں نے ان کو خوارج کی طرف نسبت کر دیا حالانکہ امام احمد اور عجلی نے عکرمہ کی براۃ بیان کی ہے اور عجلی نے اپنی کتاب الثقات میں ان کے متعلق کہا ہے یہ مکی تابعی ثقہ ہے اور لوگوں نے خوارج کی طرف اس کی جو نسبت کی ہے وہ اس سے بری ہے۔

امراء کے عطیات قبول کرنے والے اعتراض کے جواب میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

واما قبول الجوائز فلا یقدح ایضاً الاعند اہل التشدید و جمہور اہل العلم علی الجواز کما صنف ابن عبدالبر۔ (ھدی الساری ص۴۲۵)

ترجمہ:۔ عطیات قبول کرنے والا اعتراض بھی موجب جرح نہیں بن سکتا مگر اہل تشدد کے نزدیک باقی جمہور کے مذہب کے مطابق یہ جائز ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے اس کے جواز پر تصنیف کی ہے۔

پھر فرمایا کہ وھذا الزہری قدکان فی ذالک اشہر من عکرمتہ ومع ذالک فلم یترک احدالروایتہ بسبب ذالک۔ (ھدی الساری ص۴۲۸)

ترجمہ:۔ اور یہ امام زہری عطیات قبول کرنے میں عکرمہ سے بھی زیادہ مشہور ہیں باوجود اسکے کسی نے بھی اس سبب کی وجہ سے ان کی روایت کو ترک نہیں کیا۔

آئمہ اعلام کے ان نقول سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عکرمہ کو رفض وسبائیت کی طرف علمائے اسماء رجال میں سے کسی نے بھی منسوب نہیں کیا ایک غیر معتبر روایت کے اعتبار سے روافض کے متضاد گروہ خوارج کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ لیکن رفض کی طرف قطعاً نہیں آج اگر کوئی شخص ان کو اسلام کے حزب مخالف ملتہ سبائیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس کا یہ قول محض الزام اور اختراع ہے جسکو حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عکرمہ کی وفات کے متعلق مختلف اقوال ہیں ایک قول کے مطابق ۱۰۵ھ ہے۔ اور واقدی نے عکرمہ کی دختر ام داؤد سے روایت نقل کی ہے اس کے مطابق ۱۰۰ھ کو ہے ایک روایت کے مطابق ان کی وفات ۱۰۶ھ کو ہوئی اور ایک روایت ۱۰۷ھ کی بھی ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم